

کشف المحجوب میں مذکور اہم عربی شعرا

ڈاکٹر احسان احمد

اسٹنٹ پروفیسر فارسی

پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج، لاہور

POETS MENTIONED IN KASHF UL-MAHJOOB

Ahsan Ahmad, PhD

Assistant Professor of Persian,
University of the Punjab, Lahore

Abstract

Ali Bin Usman Hujveri was a renowned Sufi who emigrated from Afghanistan and settled in Lahore. He not only preached the peaceful message of Islam to the people of Punjab but also rendered a compendious work of Sufism namely KASHFUL MAJUB. Along Quranic verses, quotations from Hadith literature and Persian poetry, he also employed many Arabic verses in his book. The article is a study of the Arabic poetry used in KASHFUL MAJUB by Ali Bin Usman Hujveri.

Keywords:

لبید، حسان بن ثابت، اہل بیت، سید علی ہجویری، مولانا محمد حسین، کشف المحجوب

برصغیر پاک و ہند اولیا و صوفیہ کی سر زمین ہے۔ قدرت نے اس پر چھائے مہیب اندھیروں کو نور لازوال میں تبدیل کرنے کا بندوبست کیے رکھا اور اس خطے کو اولیائے اطہار کے وجود مسعود سے وقتاً فوقتاً مشرف و سرفراز کیا۔ انھی عارفان ربانی میں سے ایک معتبر اور پاک سرشت ہستی حضرت سید علی ہجویریؒ ہیں۔ حضرت سید علی ہجویریؒ پانچویں صدی ہجری کے اواخر میں دنیا میں تشریف لائے اور ابتدائے عمر ہی سے دین کی طرف راغب ہو گئے۔ انھوں نے حصول علم دین اور راہ طریقت کی جادہ پیمائی کی غرض سے کئی سفر کیے اور صوفیہ علما و عرفا سے ملاقاتیں کر کے نور بصیرت حاصل کرتے رہے۔ مسافرت الگ لیکن علوم دینی و عرفانی سے آپ مسلسل مستفید ہوتے رہے یعنی سیر آفاق کے ساتھ ساتھ سیر نفس بھی جاری رہی۔

لاہور میں قیام کے دوران ہی انھوں نے اصول تصوف پر مشتمل فارسی کی قدیم ترین کتاب ”کشف المحجوب“ تصنیف کی جو بعد میں تصنیف ہونے والی تمام عرفانی کتب کا مستند ترین مآخذ قرار پائی۔ فارسی نثر میں تصوف کے موضوع پر یہ اولین کتاب حضرت علی ہجویریؒ کا ایک ایسا گراں بہا شاہکار ہے جس کی قدر و قیمت آنے والے ہر لمحے کے ساتھ دوچند ہوتی جا رہی ہے۔

کشف المحجوب میں سید علی ہجویریؒ نے جا بجا عربی اشعار کا استعمال بھی کیا ہے جو آپ کی شعر و ادب سے دلچسپی کا غماز ہے۔ مقالے میں مذکور عربی شعرا ہی کو موضوع بنایا گیا ہے۔

فارسی ادب کی شہرہ آفاق کتاب گلستان سعدی کی ہمہ گیر مقبولیت کا سبب یہی ہے کہ سعدی (۱) نے موقع کی مناسبت سے اشعار کا بر محل استعمال کر کے تحریر کو موثر اور دلکش بنایا ہے۔ بالکل ایسا ہی انداز حضرت داتا گنج بخشؒ کا ہے لیکن آپ کا زمانہ سعدی شیرازی سے تقریباً دو صدی پہلے کا ہے۔ گویا یہ انداز تحریر یا طرز اسلوب فارسی نثر میں پہلے ہی موجود تھا اور اشعار کا استعمال زور بیان اور توضیح مطالب کے لیے ضروری خیال کیا جاتا تھا۔ عربی اشعار کا موثر استعمال کر کے سید علی ہجویریؒ اپنے شعری ذوق کا اظہار کرتے ہیں۔ ان کا اپنا ایک دیوان بھی تھا جس کے بارے میں فرماتے ہیں:

”دیوان شعر کسی بنواست و باز گرفت، واصل نسخہ جز آن نبود، آن جملہ بگردانید و نام من از

سر آن بیفکند و رنج من ضائع کرد“ (۲)

یعنی میرا دیوان شعر کسی نے مجھ سے طلب کیا اور واپس نہ دیا اور اصل نسخہ اس کے علاوہ کوئی نہ تھا اس نے دیوان کو بدل دیا اور میرا نام اس پر سے محو کر دیا اور میری تمام محنت کو ضائع کر دیا۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ کشف المحجوب میں سید علی ہجویریؒ کا اپنا ایک شعر بھی موجود ہے جو عربی میں ہے۔ یہ واحد موجود شعر ہے جس کے بارے میں یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ یہ سید علی ہجویریؒ کا شعر ہے، کیوں کہ اس کی سند خود سید علی ہجویریؒ سے ملتی ہے۔ وہ شعر یوں ہے:

واندر این معنی من می گویم:

فنیست فنائی بفقد هوائی فصار هوائی فی الامور هواك (۳)
یعنی میں نے اپنی خواہش کو ختم کرنے سے اپنی فنا کو فنا کر دیا۔ پس ہو گئی میری خواہش تمام کاموں میں تیری خواہش۔ (ترجمہ مولانا محمد حسین)

اس کے علاوہ بھی سید علی ہجویریؒ نے کشف المحجوب میں کئی عربی اشعار کا استعمال کیا ہے۔ شعرا ایک ایسا ذریعہ اظہار ہے جس میں انسان ان جذبات کو جن کے بیان کے لیے نثر میں کئی صفحے درکار ہوتے ہیں صرف دو مصرعوں میں ادا کر دیتا ہے۔ اسی لیے حضرت سید علی ہجویریؒ نے جب نثر میں بات مکمل کر لی تو خلاصے کے طور پر اشعار کا حوالہ دیا۔ ان اشعار میں سے بعض شعرا کے اسامی مذکور ہیں جبکہ بعض بغیر نام کے ہیں۔ کشف المحجوب میں جن شعرا یا ان کے شعروں کا ذکر ہے ان کا ذکر یہاں کیا جا رہا ہے۔

لبید: ابو عقیل لبید بن ربیعہ زمانہ جاہلیت کا ایک عرب شاعر تھا جو ظہور اسلام کے بعد تک زندہ رہا۔ وہ قبیلہ کلاب کی شاخ بنو جعفر سے تعلق رکھتا تھا۔ اس کی تاریخ پیدائش کے متعلق کوئی مستند روایت نہیں ہے لیکن کہتے ہیں کہ اس نے طویل عمر پائی اور ۴۱ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔ (۴) ۴۲ ہجری میں اس نے اسلام قبول کیا اور شاعری ترک کر دی اور مشہور ہے کہ اسلام لانے کے بعد صرف ایک شعر کہا۔ (۵) یہی وجہ ہے کہ قبول اسلام کے بعد طوالت عمر کے باوجود اس کا شمار جاہل شعرا میں ہوتا ہے۔

اس کی شاعری خاص اپنے الفاظ سے عبارت ہے۔ کلام میں الفاظ کی موزونیت اور تناسب قابل ستائش ہے۔ جذبات نگاری اور منظر کشی نمایاں اوصاف کلام ہیں۔ اس کے معلقہ کے الفاظ پر زور اور اسلوب پختہ ہے۔

کئی بڑے عرب ماہرین لغت مثلاً الشکری، ابو عامر الشیبانی، الاسمعی، الطوسی اور ابن السکیت نے لبید کا دیوان مرتب کیا۔ ان میں سے صرف الطوسی کے مرتب کردہ دیوان کا نصف حصہ موجود ہے۔ (۶) اس کا دیوان مطبوعہ صورت میں موجود ہے۔ اس کا ایک شعر کشف المحجوب میں موجود ہے:

الا کل شی ما خلا الله باطل، وکل نعیم لا محالة زائل (۷)

یعنی آگاہ رہو کہ تمام چیزیں سوائے اللہ کے باطل ہیں اور ہر نعمت ضرور ختم ہونے والی ہے۔

حسان بن ثابتؒ: ابو الولید حسان بن ثابتؒ بن المہذہ رانصاری ۵۶۳ء میں مدینہ میں پیدا ہوئے۔ (۸) والد اور والدہ دونوں کا تعلق قبیلہ خزرج سے تھا۔ زمانہ جاہلیت میں پرورش پائی۔ حضور اکرمؐ کے مدینہ تشریف لانے پر اسلام قبول کیا اور پھر ساری زندگی ان کی مدح اور حمایت میں وقف کر دی۔

ان کا کوئی شعر تو کشف المحجوب میں نہیں ہے لیکن ان کا ذکر موجود ہے۔ (۹)

قیس عامری: قیس کے لیے عام طور پر مجنون کا لقب استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کا تعلق قبیلہ بنو عامر سے تھا لیلیٰ و مجنوں کی داستان عشق عربی، فارسی اور ترکی ادبیات میں خاصی معروف ہے۔ اس کی تاریخ پیدائش اور جائے پیدائش کے بارے میں اختلاف ہے جب کہ کہا جاتا ہے کہ یہ ۸۰ھ کے قریب فوت ہوا۔ (۱۰)

قیس عامری کا جو شعر کشف الحجب میں موجود ہے وہ یوں ہے:

وانی لأستنجسُ واما بی نعستہ لعل خیالا منك یلقی خیالیا (۱۱)
یعنی مجھے تو اگکھ بھی نہیں آتی بس ویسے ہی کپڑا اوڑھ کر لیٹ جاتا ہوں کہ شاید تیرے کسی خیال کی وجہ سے کوئی خواب ہی نظر آجائے۔

فرزدق: ابو فراس ہمام بن غالب تميمی بصرہ ۲۰ھ/ ۶۴۱ء میں پیدا ہوا۔ اس کا تعلق بنو تمیم کے خاندان مجاشع بن دارم سے تھا ابتدائی ایام بصرہ میں بسر کیے۔ وہ آغوش ادب میں پلا، فصیح ماحول میں جوان ہوا۔ اس کا باپ اسے اشعار پڑھانے اور شاعری سکھانے لگا حتیٰ کہ اس کی طبیعت شعر و شاعری کے لیے موزوں اور زبان رواں ہو گئی۔ (۱۲) اس کی شاعری میں فخریہ عنصر غالب ہے اور اس کے فخریہ کلام کو پر شکوہ الفاظ، شاندار اسلوب اور غریب و بلیغ کلمات کی وجہ سے مقبولیت حاصل ہوئی۔

اہل بیت کرام سے اس کو خاص عقیدت تھی اور ان کی مدافعت میں اکثر شعر کہے۔ مشہور ہے کہ ایک دفعہ حج کے موقع پر ہشام بن عبد الملک سے ملاقات ہوئی۔ علی بن حسین کو لوگوں میں گھرا دیکھ اس نے حقارت آمیز تجاہل سے کام لے کر کہا:

”کون ہے؟“ تو فرزدق کو یہ سوال برا لگا اس نے اس کے جواب ایک قصیدہ کہا۔ (۱۳)

قصیدہ کے یہ اشعار ملاحظہ ہوں:

هذا الذی تعرف البطحا وطاته والحل یعرفه والبيت والحرام

ان عداہل التقی کانو المتهم اوقیل من خیر اہل لارض قبلہم (۱۴)

یعنی یہ وہ ہستی ہے جس کے قدموں کی چاپ سے وادی بطحا واقف ہے۔ بیت اللہ اور حرم وغیرہم ان سے خوب واقف ہے۔ یہ خدا کے بندوں میں بہترین شخص کا فرزند ہے یہ خود پر ہیزگار پاکیزہ خصال اور پاکیزہ باطن ہونے کی وجہ سے مشہور ہے۔ یہ اس گھرانے سے ہیں جن کی محبت دین ہے اور ان سے بغض رکھنا کفر ہے اور ان کا قرب نجات اور قلعہ حفاظت ہے۔ اگر اہل تقویٰ کا شمار کیا جائے تو یہ لوگ سب متقیوں کے امام ہوں گے اور اگر روئے زمین پر بہترین مخلوق کو دریافت کیا جائے تو جواب ہوگا یہی سب سے بہتر ہیں۔

حسین بن منصور حلاج: حسین بن منصور حلاج اپنے دور کی متنازعہ ترین شخصیت ہے جس کی پیدائش ایران کے صوبہ فارس میں ایضا کے شمال مشرق میں الطور کے مقام پر ہوئی۔ اس کا سال پیدائش ۲۴۴ھ/ ۸۵۸ء ہے۔ (۱۵) ۱۲ سال کی عمر ہی میں قرآن مجید حفظ کر لیا اور ابتدائے عمر سے قرآن کریم کی سورتوں کے باطنی معانی کی تلاش رہتی۔ پہلے سہل التستری کے مدرسہ تصوف سے وابستگی رہی بعد میں عمرو بن عثمان المکی کے سلسلہ طریقت سے وابستگی اختیار کی لیکن جلد ہی اختلاف کی وجہ سے علیحدہ ہو گیا اور جنیدؒ سے اپنا تعلق پیدا کر لیا۔ کشف الحجب میں درج ہے کہ جنیدؒ نے اسے قبول نہ کیا تو سب نے اس کو چھوڑ دیا۔ (۱۶)

تاریخ اسلام میں بہت کم ایسی شخصیات ہیں جن پر اس قدر بحث کی گئی جتنی علاج پر ہوئی۔
لوئی ماسیوں کی بلند پایہ تحقیقات نے اس بے مثال شخصیت کو اس کے ماحول اور اسلامی فکر کے ارتقا میں اس کا
جائز مقام دلایا (۱۷) اور بعد ازاں مسلم ممالک میں تصوف و ثقافت کے موضوع پر لکھی جانے والی تقریباً ہر
کتاب میں اس کا ذکر موجود ہے۔

ابن الندیم کے بقول اس کی تصانیف ۴۶ کے قریب ہیں۔ جب کہ اس کی تصانیف کے اکثر
موضوعات تصوف والہیات، علم کلام و فلسفہ وغیرہ ہیں۔ اس کی مشہور تصانیف میں الطواصین، کتاب
العبود والمعبود کتاب الأصول والفروع، کتاب التوحید، کتاب البقیین ہیں، جب کہ اس کا عربی
اشعار کا ایک دیوان موجود ہے اور فارسی کے دیوان کو الحاقی تصور کیا جاتا ہے۔
داتا صاحب نے کشف المحجوب میں معتدل انداز میں اس کا ذکر کیا ہے اور اس قصیدہ کے تین اشعار
درج فرمائے ہیں یہاں ایک شعر درج کیا جا رہا ہے:

لبیک لبیک یاسیدی و مولائی لبیک لبیک یا قصدی و معنائی (۱۸)
یعنی اے میرے آقا و مولا لبیک لبیک (میں حاضر ہوں) حاضر ہوں اے وہ ہستی کہ جو میری منزل و مقصود اور
جملہ حاجات کا قبلہ ہے۔

ابوبکر شبلیؒ: ابوبکر دلف بن جدر شبلی ۲۴۷ھ/۸۶۱ء میں بغداد میں ایک ایسے گھرانے میں پیدا ہوئے جو
ماوراء النہر سے منتقل ہو کر یہاں آباد ہوا تھا۔ عام طور پر سامرا (سمرن راء) کو ان کی جائے پیدائش تصور کیا جاتا
ہے۔ انھوں نے بچپن سے دینی تعلیم کی طرف توجہ دی اور تعلیم مکمل کر کے خلیفہ الموفق عباسی کے حاجب کے
فرائض انجام دیتے رہے لیکن بعد میں سرکاری ملازمت ترک کر کے عبادت و زندگی بسر کی۔ ان کا مزار
بغداد میں امام ابوحنیفہ کے مزار کے قریب ہے۔ ۸۷ برس کی طویل عمر پا کر ۳۳۳ھ/۹۶۳ء کو وفات پائی۔
ابوبکر شبلی کا دیوان ڈاکٹر کامل مصطفیٰ الشیبی نے بغداد سے ۱۳۸۶ھ/۱۹۶۷ء میں شائع کیا ہے۔
ان کے دو اشعار درج کیے جاتے ہیں:

غبت عنی فما احسس بنفسی وتلاشت صفاتی الموصوفہ
فانا اليوم غایب عن جمیع لیس الا العبارة الملهوفہ (۱۹)
یعنی مجھ سے غائب ہوا پس مجھے اپنے نفس کی شناخت نہ رہی اور میری صفات موصوفہ نے اس کی تلاش کی تو آج
کے دن سے ایسا غائب ہوں کہ اب سوائے افسوس کی عبارتوں کے کچھ بھی نہیں رہا۔

متنبیؒ: ابوطیب احمد بن حسین متنبی (۳۰۳ھ/۳۵۴ھ) کوفہ میں نادار والدین کے ہاں پیدا ہوا۔ اس کے والد
نے اسے تواثر سے مدرسہ بھیجنے کا اہتمام کیے رکھا۔ اس کی ہونہاری نے ابتدائی ایام میں ہی اس کی کامیاب
زندگی کی خبر دی۔ اس غرض سے مسافرت اختیار کی۔ اس کا مندرجہ ذیل شعر کشف المحجوب میں موجود ہے:

فکل امری یولی الجمیل محجب وکل مکان ینبت العزطیب (۲۰)
یعنی ہر وہ شخص کہ جو خوبصورت اخلاق و عادات سے آراستہ و پیراستہ ہو وہ قابل عزت و محبت ہوتا ہے۔ اور ہر وہ
جگہ جو عزت اور عمدہ صفات کا منبع و سرچشمہ ہو وہ پاکیزہ اور عمدہ ترین جگہ ہے۔
ابوسعید ابی الخیر: شیخ ابوسعید فضل اللہ بن ابی الخیر (۳۵۷ھ - ۹۶۷ء) میں خراسان کے قصبے مینہ (موجودہ
ترکمانستان) میں پیدا ہوئے۔ اپنے عہد کے نامور علما و مشائخ سے کسب فیض کیا اور معروف صوفی ابوعبدالرحمن
اسلمی (م ۴۱۲ھ) سے بیعت ہوئے۔ ان کے حالات زندگی اگرچہ تفصیل سے میسر نہیں لیکن اس کا اہم
ماخذ ان کے عزیز محمد بن منور کی کتاب ”اسرار التوحید فی مقامات شیخ ابوسعید“ ہے جس سے ان کے عقائد
و نظریات اور مسلک صلح کل کا پتہ چلتا ہے۔ وہ ایک سحر انگیز واعظ تھے اور اکثر وعظ میں شعر سنایا کرتے تھے۔ ان
کی شاعری کا اہم موضوع صوفیانہ عقائد ہیں۔ رباعی ان کے لیے وسیلہ اظہار ٹھہری۔ انھوں نے
۴۴۰ھ/۱۰۴۹ء میں مینہ میں وفات پائی۔

سید علی ہجویریؒ نے کشف المحجوب میں ان کے دو اشعار کا ذکر کیا ہے ایک عربی کا اور ایک فارسی کا۔
عربی کا شعر درج ذیل ہے:

تقشع غیم الہجر عن قمر الحب واسفر نور الصبح عن ظلمة الغیب (۲۱)
یعنی محبت کے چاند کی چمک دمک سے ہجر و فراق کے اندھیرے دور ہو گئے اور ذات مطلق کے ادراک میں
آنے کی کیفیت کے باعث نور صبح نے تابانی حاصل کی۔

ابوالعتاہیہ: ابواسحاق اسماعیل بن القاسم ابن سوید بن کیسان ۱۳۰ھ/۲۱۱ھ کو بطور شاعر ابوالعتاہیہ کے نام سے یاد
کیا جاتا ہے۔ اس کی پیدائش کوفہ میں ہوئی۔ پیشے کے اعتبار سے اس کا خاندان کچھ زیادہ باوقار نہیں تھا۔ اس کا
باپ حجام کے طور پر کام کرتا تھا اور خود ابوالعتاہیہ جوانی میں گلی کوچوں میں مٹی کے برتن فروخت کرتا رہا۔ اپنے
پیشے اور ذات کے سلسلے میں احساس کمتری نے ابوالعتاہیہ کو تلخ بنا دیا۔ اسی بنا پر زندگی و شاعری کے آخری دور
میں اس نے شعر کے ذریعے ارباب دولت و عظمت کو اپنی نفرت کا خوب نشانہ بنایا اور کھل کر اس کا اظہار کیا۔
اپنی فطری کمزوری یعنی حرص و طمع کے ہاتھوں اس نے زمانے میں بڑی خفت اٹھائی۔ اپنی خدا و شعری صلاحیت
کی بنیاد پر اسے یہ زعم تھا کہ اس کی زندگی میں معاشی آسودگی رہے گی۔ ابوالعتاہیہ پر زندقہ والحاد کا الزام بھی لگا۔
اسے یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ اس نے بحر مضارع ایجاد کی۔ ابوالعتاہیہ اور اس کے نوجوان ہم عصر
ابان بن عبدالمجید پہلے شاعر ہیں جنھوں نے مزدوج ایجاد کی۔ ایک موسیقار الموصلی کی رفاقت میں اس نے اپنی
نظموں کو موسیقی کے سانچے میں ڈھالا۔ اس کا ایک بیت دیکھیے:

کل شئی لہ آیة تدل علی انه واحد (۲۲)

یعنی تو ہر چیز میں اس کی نشانی ہے، جو بتا رہی کہ وہ ایک ہے۔

ابونواس: الحسن بن ہانی الحکمی معروف بہ ابونواس عباسی دور کا بہت مقبول و معروف عربی شاعر ہواز میں پیدا ہوا۔ اس کی تاریخ پیدائش و وفات کے بارے میں زیادہ مستند معلومات میسر نہیں لیکن اس کے بارے میں قیاس ہے کہ ۱۳۰-۱۴۵ھ کے درمیان پیدا ہوا اور ۱۹۸-۲۲۰ھ کے درمیان وفات ہوئی۔ اس کی وفات بغداد میں ہوئی۔ ابونواس کا والد آخری اموی خلیفہ مروان ثانی کی فوج میں ملازم تھا۔
اس کا ایک شعر کشف الحجب میں ملتا ہے:

الافاسقنى حمرا و قل لى هى الخمر ولا تسقى سرا اذا امكن الجهر (۲۳)
یعنی مجھے شراب پلاؤ اور مجھے بتاؤ کہ شراب ہے، جب کھل کھلا کر پلانا ممکن ہو تو مجھے رازدارانہ مت پلاؤ۔
ابوعلیٰ رودباری: اصل نام احمد اور والد کا نام محمد بن ابوالقاسم ہے۔ ان کا اصل وطن رودبار (اصفہان) ہے۔ بغداد میں پرورش پائی۔ ان کا نسب ساسانی امرا تک پہنچتا ہے۔ ان کا سال پیدائش صحیح طور پر معلوم نہیں۔ جب کہ مصر میں زندگی کے اواخر میں مقیم رہے اور وہیں وفات پائی۔
صوفی شیخ کے طور پر معروف ہیں۔ جنید بغدادی کے شاگرد اور انھی سے خرقہ تصوف حاصل کیا۔
علی بن عثمان ہجویری نے کشف الحجب میں ان کا ذکر بہت عقیدت مندانہ انداز میں کیا ہے۔ محمود عابدی نے اپنی تصحیح شدہ کتاب میں یہ شعر ابوعلیٰ رودباری کا کہا ہے:

من لم یکن بک فانیاً عن نعسة وعن الهوى والأنس با لاجباب
فكانه بین المراتب واقف لمنال حظ او لحسن مآب (۲۴)
یعنی جس کا حال یہ نہ ہو کہ وہ اپنے سے اور نفسانی خواہشوں سے، انسان اور عزیزوں سے فانی ہو۔ وہ گویا نفسانی خواہشوں کے حصول، اور نیک انجام کی تمنا میں مراتب کے درمیان ٹھہرا ہوا ہے۔
الرماح بن ابرو بن ثوبان: اس کی کنیت ابو حرمہ ہے۔ پیدائش کا سال معلوم نہیں البتہ وفات ۱۴۹ھ میں ہوئی۔ اموی اور عباسی حکومتوں کے امرا اس کے مدح میں سے ہیں۔ کشف الحجب میں اس کا یہ شعر موجود ہے:
منى ان تکن حقا تکن احسن المنى والافقد عشنا بها زمناً رغدا (۲۵)
یعنی خواہش اگر حق ہے تو بہتر خواہش ہے، ورنہ ہم نے خواہش میں ایک زمانہ سر کیا جو گزر چکا۔
کشف الحجب میں علی ہجویری نے کئی اور عربی اشعار بھی درج فرمائے جن کے بارے میں پتہ نہیں کہ یہ کس نے کہے۔ ایسے تمام اشعار یہاں درج کیے جا رہے ہیں۔ (۲۶)

وطاح مقامی والرسوم كلاهما
فليت به عنى فنا زلنى به
فليت به عنى مقام اور رسوم دونوں فنا ہو گئے، اب نزدیک اور دوری کچھ نہیں رہا۔ جب یہ میرے اندر سے فنا ہو گئے تب میرے لیے ہدایت کھلی، اب راہ حق کا حصول ارادی فنا کے بعد ہے۔

تمنیت ان اہوی فلما رأیته بہت فلم املك لسانا ولا طرفا
یعنی جس سے میں محبت کرتا تھا اس کی تمنا کی پھر جب میں نے اسے دیکھا، تو حیرت زدہ رہ گیا اور اپنی زبان اور
کسی عضو کا مالک نہ رہا۔

فكل من فی فواده وجع یطلب شیعا یوافق الوجعا
یعنی ہر وہ شخص جس کے دل میں درد ہے، وہی چاہتا ہے جو (دل کے) درد کے موافق ہے۔
انسی لأحسد ناظری علیکا فأغض طرفی اذ نظرت الیک
یعنی یقیناً میں تیری طرف نظر اٹھانے میں حسد کرتا ہوں، اور جب تیری طرف دیکھتا ہوں تو آنکھوں کو بند رکھتا
ہوں۔

اذا قلت ما اذیت قالت محبہ حیاتک ذنب لا یقاس بہ ذنب
یعنی جب میں نے کہا میں نے کیا گناہ کیا ہے تو اس نے جواب دیتے ہوئے کہا، تیری زندگی ہی گناہ ہے اور اس
کے ساتھ گناہ کے قیاس کی کیا ضرورت ہے۔
شربت الراح کاسا بعد کأس فما نفد الشراب وما رویت
یعنی میں نے شراب راحت پیالے بھر بھر کے پئے لیکن، شراب نے مجھ پر اثر نہ کیا اور نہ میں اس سے سیراب
ہو سکا۔

اذا طلع الصبح بنجم راح تساوی فیہ سکران وصاح
یعنی جب دیدار حق کی صبح دل کو خوش کرنے والے ستارے کے ساتھ طلوع ہوتی ہے، تو اس میں مست و ہشیار
دونوں ہوتے ہیں۔

القلب یحسد عینی لذة النظر والعین تحسد قلبی لذة الفکر
یعنی دل آنکھوں سے حسد کرتا ہے کہ انھیں لذت دیدار ملی، آنکھ دل سے اس لیے حسد کرتی ہے کہ اسے لذت فکر ملی۔
فلا تحقرن نفسی وانت حبیبہا فكل امری یصبو الی من یجانس
یعنی تم میرے نفس کو حقیر نہ جانو تم بھی اس کے محبوب ہو، ہر شخص کو اپنے ہم جنسوں سے مراد حاصل ہوتی ہے۔
أمد کفی بالخضوع الی الذی جاد بالسمع
یعنی میں خضوع سے اس کی طرف ہاتھ پھیلاتا ہوں، جو سننے کی سخاوت کرتا ہے۔

العجز عن درک الادراک ادراک والوقوف فی طرق الاخیار اشراک
یعنی علم کے ادراک سے عاجز رہنا ہی علم کا ادراک ہے، نیکوں کی راہ سے ہٹ جانا شرک کے برابر ہے۔
مننتنی الاحسان دع احسانک اترک بخشواللہ باذنجانک
یعنی تو احسان کا متلاشی ہے اپنے احسان کو چھوڑ، خوف خدا کے سبب اس میں بڑی راحت ہے۔

فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَدَّ كَانَ مَنْ لِي لَكَ يُنْزِلُ
كُلَّ يَوْمٍ تَتَلَوْنَ غَيْرَ هَذَا بَكَ اجْمَلِ
یعنی اللہ کے راستے میں محبت ہے، جو میری طرف سے تیرے لیے ہے۔ ہر روز ایک نئے رنگ اور
انداز کا بدلنا، کیا ہی خوبصورت ہے۔

وَأَصْبَحْتَ يَوْمَ النَّفَرِ وَالْعَيْسِ تَرْحَلُ وَكَانَ حَدِي الْحَادِي بَنًا وَهُوَ مُعْجَلُ
أَسْأَلُ عَنْ سَلَمَى فَهَلْ مِنْ مُخْبِرٍ بَاؤْ لَهُ عِلْمًا بِهَا إِنْ تَنْزَلُ
لَقَدْ أَفْسَدْتَ حَجِي وَنَسَكِي وَعَمَرَتِي وَفِي الْبَيْنِ لِي شُغْلٌ عَنْ الْحَجِّ مَشْغَلُ
سَأَرْجِعُ مِنْ عَامِي لِحِجَّةٍ قَابِلُ فَإِنَّ الَّذِي قَدْ كَانَ لَا يَتَقَبَّلُ
یعنی قربانی کے دن میں نے صبح کی جب کہ سفید اونٹ کوچ کر رہے تھے، اور حدی خوان حدی بلا رہے تھے اور
جلدی کی جارہی تھی۔ اور میں سلمیٰ کے متعلق دریافت کر رہا تھا کہ کیا کوئی خبر دینے والا ہے، کہ اس کو علم ہو کہ کہاں
وہ اترے گی۔ یقیناً میں نے اپنا حج قربانی اور عمرہ برباد کر دیے، اور جدائی میں میرے لیے مصروفیت ہے جو حج
سے روکے ہوئے ہے۔ آئندہ سال دوبارہ حج کے لیے آؤں گا، پس یہ تو غیر مقبول ہے۔

إِنْ شِئْتَ جُودِي وَإِنْ مَاشِئْتَ فَامْتَنِعِي كَلَاهِمَا مِنْكَ مَنْسُوبٌ إِلَى الْكَرَمِ
یعنی اگر تو چاہے تو مجھ پر احسان کرے اور اگر چاہے تو مجھے منع کر دے، دونوں باتیں تیرے کرم سے منسوب ہیں۔
لِسَانَ الْحَالِ أَفْصَحُ مِنْ لِسَانِي وَصَمْتِي عَنْ سَأَالِكَ تَرْجَمَانِي
یعنی میری زبان سے زیادہ فصیح میرے حال کی زبان ہے، اور میرے سوال کی ترجمانی مجھے خاموشی کر رہی ہے۔

☆☆☆☆

حواشی و حوالے

- (۱) سعدی شیزازی (۶۰۲-۲۹۱ھ) ”گلستان سعدی“ کے مصنف اور نظم و نثر میں لازوال شہرت کے مالک ہیں۔
- (۲) محمود عابدی، کشف المحجوب، بیروت، تهران، ۱۳۸۳ ش، ص ۲
- (۳) ایضاً ص ۳۶۱
- (۴) اردو دائرۃ المعارف، پنجاب یونیورسٹی لاہور، ۱۹۸۰ء، جلد ۱۸، ص ۸۱
- (۵) عبدالرحمن طاہر سورتی، تاریخ الادب عربی، لاہور، ۱۹۷۲ء، ص ۱۳۷
- (۶) اردو دائرۃ المعارف، پنجاب یونیورسٹی لاہور، ۱۹۸۰ء، جلد ۱۸، ص ۸۳
- (۷) کشف المحجوب، ص ۵۸۰۔ دیوان لبید، کارل بروکھیمین، لیڈن، ۱۸۹۱ء، ص ۲۸
- (۸) اردو دائرۃ المعارف، پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۷۳ء، جلد ۸، ص ۲۰۷
- (۹) محمود عابدی، کشف المحجوب، ص ۵۹۱
- (۱۰) اردو دائرۃ المعارف، پنجاب یونیورسٹی، ۱۹۸۰ء، جلد ۱۸، ص ۵۸۷

(۱۱) کشف المحجوب، ص ۵۱۹، دیوان قیس بن الملوح، لیری عبدالغنی، ادار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۰ھ۔

(۱۲) عبدالرحمن طاهر سورتی، تاریخ الادب عربی، لاہور، ۱۹۷۲ء، ص ۲۸۱۔

(۱۳) ایضاً، ص ۲۸۲۔

(۱۴) کشف المحجوب، ص ۱۱۲، ۱۱۳، دیوان فرزدق، ڈاکٹر جوزف ہل، میونخ، ۱۹۰۰ء، ص XXX

(۱۵) منصور حلاج کی اصل تاریخ پیدائش ۲۴۴ھ/۸۵۸ء ہے جب کہ تصوف و ادبیات و ادبیات تصوف، سروس ایزدی،

تہران، ص ۳۶ اور اردو دائرۃ المعارف، پنجاب یونیورسٹی لاہور میں (۲۴۴ھ-۸۰۸ء) درج ہے۔ اول الذکر اردو

انسائیکلو پیڈیا، فیروز سنز لاہور، ۱۹۸۷ء میں درج ہے۔

(۱۶) مولانا محمد حسین، کشف المحجوب، لاہور، ص ۱۹۰

(۱۷) اردو دائرۃ المعارف، پنجاب یونیورسٹی لاہور، ۱۹۷۳ء، ج ۸، ص ۵۳۹

(۱۸) کشف المحجوب، ص ۳۸۰۔ دیوان حلاج، L. Massigon، ۱۹۳۱ء، ص ۱۲۱

(۱۹) کشف المحجوب، ص ۲۹۲۔

(۲۰) کشف المحجوب، ص ۵۴۲، دیوان متنبی باہتمام احمد بن حسین، دار الطباعہ والنشر، بیروت، ۱۴۰۳ھ۔

(۲۱) محمود عابدی نے بھی اپنی مرتب کردہ کشف الخجوب میں اشعار کی فہرست میں اسے خبزارزی کا شعر قرار دیا ہے۔

جب کہ یہ عربی رباعی ”اسرار التوحید فی مقامات شیخ ابی سعید“ محمد بن منور، باہتمام دکتر ذبیح اللہ، تہران، چاپ پنجم،

۱۳۶۱ھ۔ ش میں یوں درج ہے۔ (ص ۱۳۹)

تقشع غیم الهجر عن قمر الحب و اشرق نور الصبح فی ظلمة العتب

و جاء نسیم الاعتذار مخففا فصادفه حسن، القبول من القلب

جب کہ ڈاکٹر محمد رضا شفیعی کدکنی کے بقول یہ شعر داتا صاحب نے ابوسعیدؒ سے منسوب کیا ہے۔ اصل میں یہ شعر ایک دفعہ

ابوسعید ابوالخیرؒ نے ابومسلم فارسی کو ایک کاغذ پر لکھ کر دیا تھا جس کی وجہ سے سید علی ہجویریؒ نے اسے ابوسعید ابوالخیرؒ کا شعر

سمجھا۔ جب کہ غالب قیاس یہ ہے کہ یہ شعر نصر بن احمد خبزارزی (م ۳۲۷ھ) کا ہے جو عراق کا ایک شاعر تھا۔ (اسرار

التوحید فی مقامات شیخ ابی سعید، باہتمام دکتر محمد شفیعی کدکنی، ایران، چاپ دوم، ۱۳۶۷ھ۔ ش، ص ۱۱۵)

(۲۲) دیوان ابی العتاهیہ، مطبع مفید عام لاہور، ۱۳۱۴ھ، ص ۶۳، کشف الخجوب ص ۴۱۱

(۲۳) دیوان ابونواس، دار الکتب العربی بیروت لبنان، ۱۴۲۳ھ، ص ۴۴، کشف الخجوب ص ۵۹۲

(۲۴) کشف المحجوب، ص ۳۷۰۔

(۲۵) محمد نایف، شعرا ابن مبادہ، الموصل، ۱۹۶۸ء، ص ۳۵۔

(۲۶) یہ اشعار کشف الخجوب میں ان صفحات پر موجود ہیں ۳۶۲، ۲۸۹، ۱۲، ۲۸۷، ۲۸۶، ۲۸۸، ۱۳۲، ۵۹۷، ۲۸،

۵۲۳، ۴۴۷، ۴۸۳، ۵۹۶، ۳۱۵

